International Research Jounral of Islamic Culture & Communication

IRJICC

ISSN:3007-4630 (P),3006-8304(E)

تعلیمی استحکام اور عصری تقاضے: تعلیمات سیرت کے تناظر میں

EDUCATIONAL STABILITY AND CONTEMPORARY REQUIREMENTS:IN THE LIGHT OF SEERAH TEACHINGS

1. ***Dr. Muhammad Waseem Mukhtar***
waseemmukhtar484@gmail.com

Assistant Professor, Department of Islamic Studies & Arabic, Gomal University, D.I Khan, KPK.

2. ***Dr. Zia Ur Rehman***
zia.rehman@iub.edu.pk

(Professor/Chairman) Department of Qur'anic Studies, The Islamia University of Bahawalpur.

Vol. 03, Issue, 02, April-June 2025, PP:13-34

OPEN ACCES at: www.irjicc.com

Article History	Received	Accepted	Published
	15-04-25	03-05-25	30-06-25

Abstract

The encouragement for acquiring beneficial and authentic knowledge was conveyed to The Prophet Muhammad (PBUH) through the first revelation. This distinction sets humanity apart from other beings. Education and the knowledge of fundamental matters play a key role in the development and stability of any society. While education serves as a fundamental pillar for a stable and strong nation, it is also the essential element that enhances individual capabilities and contributes to collective welfare. Therefore, the Prophet (PBUH) commanded every Muslim to be endowed with the wealth of knowledge. Education is a process that enables the mental, moral, and social development of a person and provides individuals with the ability

CC BY

to develop intellectual freedom, creative thinking, and effective decision-making. Knowledge, which is the result of education, is an important component of human development and social stability, which enables humans to cope with current challenges and create new opportunities, such as modern-day challenges such as climate change, poverty, and health problems that can be solved through the effective use of knowledge. Medicine, engineering, and information technology, where education and knowledge made progress possible. In this regard, the research should highlight the importance of integrating educational systems with the practical teachings of Seerat-un-Nabi (PBUH) to foster the development of moral values and emotional intelligence, thus enabling comprehensive growth of the individual and society. To ensure educational stability, essential to implement comprehensive policies that prioritize quality education following the principles of Seerat-un-Nabi (PBUH) which emphasizes the importance of putting knowledge into practical use. This research will help to enhance education and knowledge. It is essential for creating a strong and stable society for education professionals, policymakers, and community leaders.

***Key Words**: Education, knowledge, Information Technology, Health Problems, First Revelation, Seerat-un-Nabi, Professionals.*

موضوع کا تعارف:

علم واحد ایسا ذریعہ ہے، جس کی وجہ سے انسان کو تمام مخلوق سے اشرف اور ممتاز مقام عنایت فرمایا گیا۔ تحصیلِ علم انسانیت پر لازم ہے۔آخری الہامی لاریب کتاب کی پہلی وحی کے ذریعے مفید اور حقیقی علم کے حصول کا حکم دیا گیا۔ علم جو کہ انسانی ترقی اور جدت کا زینہ ہے، جس کا انحصار تعلیم پر ہے۔ تعلیم انفرادی واجتماعی سطح پر انسانیت کو اعلیٰ اوصاف سے متصف ہونے اور اپنی پوشیدہ خداداد صلاحیتوں کو معاشرتی افادیت پر صرف کی تلقین کرتی ہے۔ یہ ایسا عمل ہے جو انسان کو فکری، اخلاقی اور سماجی اقدار سے متصف کرتا ہے، نیز اپنی صلاحیتوں کو پہچاننے، ان کو بہتر بنانے اور انہیں مؤثر طریقے سے استعمال کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ تعلیم نہ صرف انفرادی ترقی کا ذریعہ ہے بلکہ اجتماعی ترقی کے لیے بھی ناگزیر ہے۔ تعلیم افراد کو فکری آزادی، تخلیقی سوچ اور موثر فیصلہ سازی فراہم کرتی ہے جو کہ ایک مستحکم معاشرے کی تعمیر کے لیے ضروری ہیں۔اس لیے ذیل میں تعلیم کی اہمیت وضرورت، اس سے حاصل شدہ علم (شعور) کے اثرات اور علم وآگاہی کے استحکام کے ذریعے معاشرتی فوائد وثمرات پر کلام کرنے کے ساتھ عصری تقاضوں کی روشنی میں استحکامِ علم کے ممکنہ لائحہ میں بہتری اور منفی پہلوؤں کے تدارک پر تعلیمات سیرت ﷺ کی روشنی میں بحث کی جائے گی۔

تعلیم اور علم کا مفہوم:

تعلیم انسانی اور سماجی ترقی کے اہم ترین ستونوں میں سے ایک ہے، جو کہ فرد کو اپنی مکمل صلاحیتوں کو حاصل کرنے اور خود کو ترقی دینے کے لیے ضروری علم اور مہارت فراہم کرتی ہے۔ تعلیم انسانی زندگی میں ایک بنیادی اور ہمہ گیر حیثیت رکھتی ہے۔ لفظ "تعلیم" عربی زبان کے لفظ "عَلَّمَ" سے ماخوذ ہے، اس کا مادہ ع۔ل۔م ہے۔ع۔ل۔م کا مطلب آگاہ ہونے، جاننے، یقین، مکمل پہچان، محکم معلومات کا حصول وغیرہ کے معنی میں آتا ہے۔

"أنَّ العِلْمَ والمَعْرِفَةَ والشُّعُوْرَ كُلَّها بِمَعْنًى واحِدٍ"[1]

علم، معرفت اور شعور یہ تمام ایک معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔

یعنی کسی چیز کی مکمل معرفت اور کماحقہ تفصیلات یقین کی حد تک حاصل ہونے کو علم کہا جاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ تعریف کچھ کی جاتی ہے۔

"العِلْمُ: إدراك الشيء بحقيقته "[2]

علم کسی چیز مکمل حقیقت کے ادراک کرنے کا نام ہے۔

اسی سے تعلیم کا لفظ مآخوذ ہے، جو سیکھانے،آگاہ کرنے اور مکمل تفصیلات بارے بتانا، ہدایت، پڑھانے یا چیز کی غیر موجودگی میں اس طرح توضیح کرنا، گویا وہ مشاہد میں آجائے وغیرہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ لفظ تعلیم علم (سے ثلاثی مزید کے باب تفعیل) کا مصدر ہے۔ یہ لفظ قرآن مجید بھی استعمال ہوا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا "[3]

(حضرت) آدمؑ کو تمام کے تمام اسماء اللہ تعالیٰ نے سیکھائے۔

لفظ تعلیم کی توضیح دورجدید کے ماہرین لغات نے کچھ یوں کی ہے۔

"مصطلح يطلق على كل موضوع يصاغ بهدف التعليم و يعد لمستوى معين"[4]

ایک اصطلاح کا نام ہے، جس کا اطلاق تعلیم کے مقصد کے لیے وضع کردہ ہر موضوع پر ہوتا ہے اور یہ ایک مخصوص سطح کے لیے تیار کردہ کسی بھی مضمون کو بیان کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔

یعنی تعلیم مخصوص طریقہ کار کے ذریعے علم کے حصول کے ذرائع کو کہا جاتا ہے۔ ماہرین نے تعلیم کی اصطلاحی توضیح کچھ یوں کی ہے۔

"ان التعليم هو هذا العمل او العلم الذي يطبق في صوره كتاب ومناهج وانشطه سواء كان هذا التطبيق في المدرسه او في المنزل ام في النادي" [5]

تعلیم وہ کام یا علم ہے جس کا اطلاق کتابوں، نصاب اور سرگرمیوں کی شکل میں ہوتا ہے، چاہے یہ اطلاق اسکول میں ہو، گھر میں ہو یا کلب میں ہو۔

تعلیمی ایسی سرگرمیوں کا نام جس کے ذریعے معلم علم کو دوسروں تک پہنچاتا ہے،اس کے لیے وقت، جگہ اور قید کوئی معنی نہیں رکھتی۔ محمود علی السمان تعلیم کے اصطلاحی مفہوم پر روشنی ڈالتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"ان التعليم هو ايصال المعلم العلم والمعرفه الى اذهان الاطفال بطريقة قوية "[6]

(تعلیم استاد کی طرف سے بچوں کے ذہنوں میں علم اور سائنس کو ایک طاقتور طریقے سے منتقل کرنے کا نام ہے۔)

یعنی مخصوص طریقہ کار پر عمل کرتے ہوئے بچوں کے ذہنوں میں کسی چیز کو منتقل کرنے کا نام تعلیم ہے۔ تعلیم کے ذریعے فرد کی ذہنی، اخلاقی، اور عملی تربیت کی جاتی ہے۔ تعلیم کے مفہوم کی بابت Martha C. Nussbaum رقم طراز ہیں:

"Education is not simply the passive assimilation of facts but the capacity to think critically and form one's own judgments.[7]"

(تعلیم صرف حقائق کا غیر فعال امتزاج نہیں بلکہ تنقیدی انداز میں سوچنے اور اپنے فیصلے خود بنانے کی صلاحیت ہے۔)

یعنی تعلیم ذہنی اور جسمانی سرگرمیوں کے ایک تسلسل کا نام ہے جو اپنے ماحول کے ساتھ تعامل میں انفرادی تجربات کے نتیجے میں رویے میں تبدیلی لاتا ہے، نیز سیکھنے کے علمی، جذباتی اور نفسیاتی پہلوؤں کے اطلاق اور تجربات علم یقینی کے حصول کا باعث بنتا ہے۔[8]

معلوم ہوا کہ تعلیم سابقہ علوم وفنون اور ہنر کو نئی نسل کی جانب منتقل کرنے کرنے کا نام ہے۔ تعلیم واحد ایسا نظریہ ہے، جو کہ مختلف عوامل اور عناصر کے ساتھ جڑا ہوا ہے، اس میں عظمت استاد، سیکھنے والا، معاشرہ، ریاست، نصاب، تعلیم کا مقصد، مطالعہ کا طریقہ اور مواد، تعلیمی ذرائع کی تقسیم وغیرہ شامل ہیں۔ تعلیم یہ درس بھی دیتی ہے کہ ان کے ذریعے مختلف اشیاء پر غور وخوض کیا جائے اور اُن کی روشنی میں بہتر فیصلہ اور لائحہ عمل اپنایا جائے۔

مقصدیت اور افادیت:

تعلیم کے ذریعے انسانیت علم (شعور) سے آگاہ ہوتی ہے۔ یعنی علم مقصد اور اُس تک پہنچنے کے راستے کو تعلیم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ تعلیم کی اہمیت کا انداز اس سے ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے ذریعے امت محمدیہ کو حصول علم کا حکم دیا گیا۔ پہلی وحی میں فرمایا:

"اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ"[9]

(اپنے رب کے نام کے ذریعے پڑھئے، جس نے پیدا کیا۔)

آیت مبارکہ میں پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے، جو تعلیم کی بنیاد ہے۔ اس کے علاوہ آیات میں ہر قسم کے علوم سیکھنے پر زور دیا گیا ہے، چاہے وہ علوم انسانیت کے لیے دنیا کے اعتبار سے یا آخرت کے اعتبار سے فائدہ مند ہوں۔ آیت مبارکہ کا عموم تمام علوم وفنون کو محیط ہے۔ تعلیم اور علم کے بنیادی مقاصد میں سے ایک دوسروں تک اسے پہنچانا ہے۔

"الموضوع الرئيسي للتعليم هو دراسة المواقف". مثل هذه المواقف أو يجب "أن يكون حاضرا في المشاكل--- حتى يتمكن من إظهار كيفية التقاط مفاهيمه المثالية، حيث يقرر أن التعليم هو تنظيم تعلم الآخرين"[10]

(تعلیم کا بنیادی موضوع اور مقصد رویوں کا مطالعہ ہے۔ یہ ایسے حالات یا مسائل میں موجود ہوتا ہے--- جو کہ ایک مثالی مفہوم اور تصورات کو حاصل کرنے اور اظہار کا ذریعہ بنتے ہیں، جس کی وجہ سے یہ فیصلہ کرنا آسان ہوتا ہے کہ تعلیم درحقیقت دوسروں کو سیکھانے کے لیے خود کو منظم کرنے کا نام ہے۔)

یعنی علم خود کو تعلم کے لیے منظّم کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ عہد حاضر کے تناظر میں تعلیم کے مقاصد درج ذیل ہیں:

حقیقت کا ادراک:

تعلیم افراد کو اپنی طاقتوں اور کمزوریوں کا ادراک کرنے معین ہوتی ہے۔ اس کے ذریعے حقیقی صلاحیتوں کو جاننے اور مناسب طریقوں سے بہتری پر کام کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے ارد گرد کے ماحول کو بہتر انداز میں سمجھنے میں مدد کرتی ہے۔

تخلیقی صلاحیتوں کو فروغ دینا:

تعلیم افراد میں بنیادی مہارتیں، جیسے فیصلہ سازی، مسئلہ حل کرنے، اور منطقی سوچ کو فروغ دینے میں کی جانب متوجہ کرتا ہے۔ تعلیم تخلیقی صلاحیتوں کو پیدا کرنے اور مسائل کے حل کے قابل بناتی ہے۔

ترقی کے مواقع فراہم کرنا:

تعلیم افراد کے لیے نئے افق کھولتی ہے، ان کے افق کو وسیع کرتی ہے، اور انھیں نئی چیزوں کا تجربہ کرنے، ان سے سیکھنے اور ان سے فائدہ اٹھانے کا موقع فراہم کرتی ہے۔

مالی استحکام:

پڑھے لکھے لوگوں کو عام طور پر ان پڑھ لوگوں کے مقابلے میں بہتر ملازمتیں ملتی ہیں، اور اس لیے ان کی مالی آمدنی بہتر ہوتی ہے، جو انہیں استحکام اور مالی تحفظ فراہم کرتی ہے۔

معاشرتی اور تعلیمی ترقی کا ضامن:

تعلیم اپنی مختلف شکلوں میں، خواہ ثقافتی، سائنسی یا دیگر، معاشرے کی ترقی اور خوشحالی میں بنیادی اور اہم کردار ادا کرتی ہے، کیونکہ یہ معاشرے کے ارکان کی اقدار کی تعمیر اور ترقی کے لیے ان کی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتی ہے۔[11]

تعلیم سے حاصل ہونے والے علم کی وجہ سے انسان میں خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے۔ وہیں معاشرتی اعتبار سے وہ اپنا کردار اچھے ادا کر سکتا ہے۔ "تعلیم اور علم کی وجہ سے نفسیاتی مسائل سے نکلنے میں مدد ملتی ہے۔ ذہنی صحت اور جسمانی صحت کو بہتر کرنے میں معین ہے۔ دنیاوی مسائل کا حل تلاش کرنے میں بھی مددگار ہوتا ہے۔ پرامن معاشرہ تشکیل دینے اور عالمی سطح پر اپنے ملک اور علاقہ کی شہرت میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ماحول کے مطابق خود کو ڈھالنے کی انسان میں تحریک پید کرتا ہے۔"[12]

تعلیم کے ذریعے انسانوں کی فکری اور عملی اصلاح ایک نہایت اہم محرک ہے، جس کی افادیت واہمیت حدیث مبارکہ میں کچھ یوں بیان فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"عن عثمان بن عفان، قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: «إن أفضلكم من تعلم القرآن وعلمه»"[13]

(حضرت عثمان بن عفانؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم سب میں بہتر وہ ہے جو قرآن مجید پڑھے اور پڑھائے۔)

یعنی قرآن مجید کلام الہیٰ ہے، اس کا علم حاصل کرنا اور دوسروں کو قرآن مجید کی تعلیم دینا افضل ترین عمل ہے۔ قرآن مجید کی تعلیم (ترجمہ)، اُس کی تفسیر بھی اس میں شامل ہیں۔ کلام الہیٰ کی تفسیر و تشریح کا اہم ذریعہ حدیث مبارکہ ہے، اس لیے حدیث

مبارک کا علم اور اُس کی تعلیم سے متصف ہونے والا بھی اس شرف کا شریک ہوگا۔

آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ سے ابھی اس کی وضاحت ہوتی ہے کہ تعلیم کو مرکزیت کی حیثیت حاصل تھی، جیسے آپ ﷺ نے اپنی بعثت کے بعد سب سے پہلے تعلیم کا نظام قائم کیا۔ دارِ ارقم اس کی ایک مثال ہے، جہاں شروع میں دین اسلام کی دعوت دی گئی۔ یہیں پر متعدد لوگ حلقہ اسلام میں داخل ہوئے اور اسے تعلیمی مرکز کی حیثیت حاصل تھی۔[14] اس طرح کے مراکز نے اسلامی تعلیمات کی ترویج میں اہم کردار ادا کیا۔ آپ ﷺ نے تعلیم کی ترویج کے لیے صحابہ کرامؓ کو مختلف علاقوں میں بطور معلم مقرر فرمایا۔

افراد کی تربیت سازی:

دین اسلام کی رو سے اسلامی تعلیم کا مقصد صرف معلومات کی فراہمی نہیں، بلکہ فرد کی مکمل تربیت ہے تاکہ وہ اعلیٰ اخلاق و کردار کا حامل بن سکے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

" عَن أَبِي هُرَيرة رضى اللهُ عنه عَن النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيه وَسَلَّم قال: إنما بعثت لأتمم مكارم الأخلاق"[15]

(حضرت ابوھریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً مجھے عمدہ اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے۔)

معلوم ہوا کہ تعلیم کا مقصد اخلاقی بلندی اور کردار سازی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے تعلیم کو عام کرنے کے لیے مختلف ذرائع استعمال کیے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کی تربیت کی اور انہیں معلم بنا کر مختلف علاقوں میں بھیجا تاکہ وہ لوگوں کو دین کی تعلیم دیں۔ اس طرح ایک منظم تعلیمی نظام کی بنیاد رکھی گئی۔

تحصیل علم کی افادیت:

مقصدیت اور افادیتِ تعلیم اور علم پر رحمت عالم ﷺ کی سیرت یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ یہ صرف کتابی علم تک محدود نہیں، بلکہ عملی تربیت، اخلاقی اصلاح، اور معاشرتی بہتری کا ایک مکمل نظام ہے۔ آپ ﷺ کی تعلیمات نے انسانیت کو جہالت کے اندھیروں سے نکال کر علم کی روشنی عطا کی اور ایک مثالی معاشرے کی تشکیل کی۔

حصول علم کی افادیت مسلمہ ہے۔ دین اسلام حصول علم کا مطالبہ کرتا ہے۔ فضائل کا تذکرہ کر کے اس عمل کی جانب متوجہ کرتا ہے۔ کلام الہیٰ میں ہادی عالم ﷺ کو علم کے اضافہ کی دعا کی تلقین فرمانا۔ اہل علم حضرات کی تعریف و توصیف بیان کرنا، نیز حق کے ادراک اور منزل تک جلد پہنچنے کی وجہ سے اہل علم کی تحسین کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"قل هل يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون إنما يتذكر أولوا الألباب"[16]

(بتاؤ تو علم والے اور بے علم کیا برابر ہیں؟ یقیناً نصیحت وہی حاصل کرتے ہیں جو عقلمند ہوں۔ (اپنے رب کی طرف سے)

آیت مبارکہ میں اہل علم اور اُس پر عمل کرنے والوں کی فضیلت کا بیان ہے۔ نیز ہادی عالم ﷺ کی بعثت کے مقاصد میں ایک کتاب کی تعلیم ہے، جو کہ علم سے آراستہ کرنے کی جانب واضح رہنمائی ہے۔ دین اسلام تمام نفع بخش علوم کو سیکھنے کی تلقین کرتا۔ قرآن مجید علم کی فضیلت اور اس کے حصول کی ترغیب دیتے ہوئے حکم دیا گیا۔

"يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ"[17]

(اللہ ان لوگوں کے درجات بلند فرمائے گا جو ایمان لائے اور جنہیں علم عطا کیا گیا۔)

آیت مبارکہ کی رو سے علم کا حصول مومن کی روحانی ترقی اور درجات کی بلندی کا سبب بنتا ہے۔ مفسرین کے مطابق علم کے فوائد و ثمرات کا حصول اُس کو اپنانے اور عمل کرنے سے ہو گا۔

"والله تعالى يرفع أهل العلم والإيمان درجات بحسب ما خصهم الله به، من العلم والإيمان--وفي هذه الآية فضيلة العلم، وأن زينته وثمرته التأدب بآدابه والعمل بمقتضاه."[18]

(اللہ تعالیٰ اہل علم اور ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ نے جو علم اور ایمان دیا ہے اس کے مطابق درجات بلند کرتا ہے۔۔۔یہ آیت علم کی فضیلت کو ظاہر کرتی ہے اور علم کی خوبصورتی اور ثمرہ یہ ہے کہ خود کو اچھی عادات وخصائل سے متصف کیا جائے ور اس کے احکام کے مطابق عمل کیا جائے۔)

علم کی اہمیت اور افادیت کے لیے سب سے اہم بات یہ ہے کہ دین اسلام میں ہر شخص کو علم سے متصف ہونے کو لازمی قرار دیا ہے۔آپ ﷺ کا فرمان مبارکہ ہے۔

"عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ"[19]

(حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر مسلمان پر علم طلب پر فرض ہے۔)

تمام مردوں اور عورتوں پر اُس چیز کی بابت جاننا ضروری ہے، جن کی ضرورت ہے۔یعنی تاجر کے لیے اپنے کام سے متعلقہ مسائل اور احکام کی بابت معرفت ضروری ہے علی ھذا القیاس۔ تعلم کے ساتھ تعلق کو خاص کرنے اور خود کو علم سے متصف کرنے میں جہاں دنیاوی فوائد ہیں، وہیں آخروی ثمرات بھی ہیں، جس کی جانب آپ ﷺ نے کچھ یوں متوجہ کروایا:

"سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَطْلُبُ فِيهِ عِلْمًا سَلَكَ اللَّهُ بِهِ طَرِيقًا مِنْ طُرُقِ الْجَنَّةِ۔۔"[20]

(رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: جو شخص طلب علم کے لیے راستہ طے کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اسے جنت کی راہ چلاتا ہے۔۔۔)

یہ روایت حصول علم اور صاحب علم کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے، نیز حصول علم کے لیے سفر کرنے والے کی خوش خبری کو بیان کرتی ہے۔جہاں ایک طرف علم کے حصول کے لیے جستجو اور محنت پر اُبھارتی ہے، وہیں اس بابرکت سفر میں آزمائش اور مشکلات پر صبر اور رب کائنات پر بھروسہ کرنے کی تلقین کرتی ہے۔اس سفر میں نیت خالص ہونی چاہیے۔ جو بھی علم حاصل کیا جائے۔نیت خالص اور مستقبل میں اچھے مقصد کو مدنظر رکھنے کی وجہ سے باعث ثواب بن جائے گا چنانچہ علم کا حقیقی فائدہ تب ہی ممکن ہے جب اس کے ذریعے فرد اور معاشرے کی ہمہ جہت ترقی ہو۔ڈاکٹر محمد طاہر القادری علم کی افادیت اور عنوان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ہر وہ علم جس سے معرفت الٰہی میسر آئے، اور قرب الٰہی نصیب ہو صحیح معنوں میں وہی علم ہے تو اس اعتبار سے جب ہم علوم کی تقسیم کریں گے تو صرف علم القرآن، علم التفسیر، علم الحدیث، علم الفقہ، علم النحو، علم الصرف اور علم التصوف وغیرہ ہی دینی علوم نہیں ٹھہریں گے بلکہ حیاتیات (Biology)، طبیعیات (Physics)، نفسیات (Psychology)،

کیمیا (Chemistry)، سیاسیات (Politics)، عمرانیات (Sociology)، معاشیات (Economics)، تاریخ (History)، قانون (Law)، نیو کلئیر ٹیکنالوجی (Nuclear Technology)، کمپیوٹر سائنسز (Computer Sciences)، انتظامیات (Management) ، تجارت (Commerce) اور ابلاغیات (Mass Communication) کے علوم بھی دینی علوم کے زمرے میں شمار ہوں گے۔ شرط صرف یہ ہے کہ ان علوم کے حصول سے مقصود اللہ کی رضا ہو اور یہ علوم معرفت الٰہیہ اور قرب الہی کا وسیلہ بنیں" [21]

عہد حاضر میں علم صرف پڑھنے، لکھنے وغیرہ تک محدود نہیں، بلکہ اہم سرمایہ کاری میں سے ایک ہے۔ علم (شعور) لوگوں کو بہتر کام کرنے میں مدد دیتا ہے اور مستقبل میں پائیدار اور قابل عمل اقتصادی ترقی کے مواقع پیدا کرتا ہے۔ تعلیم اور علم کو لوگ اپنے اور اپنے بچوں کی مدد کرنے کے لیے بنیادی ہنر اور اوزار فراہم کرنے کے طور پر بھی دیکھتے ہیں۔ عہد حاضر میں علم سے متصف ہونے کے متعدد فوائد ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

1. **خوشی اور استحکام کا ذریعہ**

اچھی اور خوشگوار زندگی گزارنے کے لیے اور عہد حاضر میں پیش کردہ چیزوں فائدہ اُٹھانے کے لیے تعلیم اور علم سے متصف ہونا ضروری ہے۔ بہترین ملازمت اور معاشرہ میں اچھی ساکھ کا حصول ایک تعلیم یافتہ شخص کے بہت سے فوائد میں سے ایک ہے۔

پیسہ اور مالی ترقی:

پڑھے لکھے شخص کے پاس زیادہ تنخواہ والی نوکری حاصل کرنے کے امکان زیادہ ہوتے ہیں۔ ہر ایک مہذب زندگی چاہتا ہے اور زیادہ تر لوگ اس بات سے متفق ہوں گے کہ آج کی دنیا میں بقا کے لیے پیسہ ضروری ہے۔ آپ جتنے زیادہ تعلیم یافتہ ہوں گے، آپ کے پاس کیریئر کو بہتر کرنے مواقع زیادہ ہوں گے۔

مساوات:

ہر ایک کو زندگی گزارنے کے مساوی اور یکساں حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ مختلف سماجی طبقات اور گروہوں کے درمیان تضاد کو ختم کرنے میں تعلیم اہم کردار ادا کرتی ہے۔ تعلیم کے ذریعے غریبوں کے لیے بھی عالمی سطح پر بہتر زندگی کے حصول کے مواقع ملتے ہیں۔ علم ہی کی بدولت معاشرتی اعتبار سے اچھی نوکریوں کا حصول ممکن ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے معاشرتی مساوات پیدا ہوتی ہے اور طبقاتی فرق ختم ہو سکتا ہے۔

فیصلہ سازی کی قوت میں اضافہ:

تعلیم اور علم کی بدولت انسان میں خوداعتمادی پیدا ہوتی ہے اور مشکل حالات میں بہتر فیصلہ کرنے قوت میں اضافہ ہوتا ہے۔ یعنی علم زندگی کے کھٹن مراحل میں رہنمائی اور فیصلہ سازی میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔

جدید رجحانات سے ہم آہنگ کرنے کا ذریعہ

جدید ٹیکنالوجیز کی وجہ سے انسانی زندگی میں بہت تبدیلی رونما ہوئی ہے۔ ان تبدیلیوں سے ہم آہنگ ہونے اور خود کو نئی جدت کے ساتھ چلانے کے لیے تعلیم اور علم بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

تعلیم اور صحت کی دیکھ بھال:

ناخواندگی اکثر جہالت کو جنم دیتی ہے اور یہ جہالت صحت کی دیکھ بھال کے حوالے سے خطرناک ہو سکتی ہے۔ سیکھنے والوں کو احتیاطی طریقوں کے بارے میں بہتر طور پر آگاہ کیا جاتا ہے جو انہیں متعدد بیماریوں سے بچاتے ہیں۔ ایک ناخواندہ اور غیر تعلیم یافتہ شخص علامات کو نظر انداز کر سکتا ہے اور طبّی مدد لینے سے اس وقت تک گریز کرتا ہے جب تک کہ مسئلہ بہت سنگین نہ ہو جائے۔

دنیا کو محفوظ اور پر امن بنانا:

تعلیم صحیح اور غلط کے درمیان فرق کے بارے میں ہماری سمجھ کو بہت متاثر کرتی ہے۔ ایک پڑھا لکھا شخص غیر قانونی کاموں کے نتائج سے بخوبی واقف ہوتا ہے لیکن ایک غیر تعلیم یافتہ شخص کے کسی ایسے کام پر اثر انداز ہونے کا امکان کم ہوتا ہے جو درست یا مناسب نہیں ہے۔[22]

یعنی آپ تعلیم یافتہ ہیں تو آپ اپنے حقوق، قانون اور معاشرے کی بہتری کی ذمہ داریوں سے بخوبی واقف ہیں۔ للہذا، تعلیم سماجی ہم آہنگی اور امن کے لیے ایک اہم عنصر ہے۔اس کے علاوہ علم کے دیگر فوائد یہ ہیں:

- تنقیدی سوچ کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔
- علم کا حامل زندگی کے مختلف شعبوں میں فائدہ پہنچانے کا ذریعہ بنتا ہے۔
- معاملات اور حالات کا اندازہ لگا کر عقلی اعتبار سے عمل کرتا ہے۔
- صحیح اور غلط کے درمیان تمیز کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔
- قوانین اور ضوابط کا علم ہوتا ہے، جس کی وجہ سے حقوق کی بابت علم ہوتا ہے۔
- معاشرے میں بیداری بڑھانے کا ذریعہ بنتا ہے۔

الغرض دینی اور دنیاوی علوم کا حصول دنیاوی فوائد سے خالی نہیں۔آخروی اعتبار سے قابل منفعت ہیں، بشر طیکہ اس میں نیت خالص ہو۔دین اسلام کی روشنی میں تمام علوم وفنون سیکھنے کی اجازت ہے،البتہ دینی علوم کا فوائد و ثمرات زیادہ ہے۔ دین اسلام تمام مسلمانوں کو علم سے متصف ہونے کی تلقین کرتا ہے۔ حصول علم کے فوائد کو بیان کر کے اس کے لیے عملی کاوشوں پر اُبھارتا ہے۔ تعلیم اور علم کے عصری فوائد میں مالی استحکام، فیصلہ سازی کی قوت، مساوات کا فروغ، امن وامان کی حفاظت، صحت کی دیکھ بھال، جدید رجحانات سے ہم آہنگی اور ترقی کے ذرائع کا حصول وغیرہ شامل ہیں۔ آج کے دور نبی اکرم ﷺ کی تعلیمی حکمت عملیوں کو اپنانے سے ہی معاشرتی استحکام اور اخلاقی بلندی حاصل ہو سکتی ہے۔

تعلیمی استحکام کے اثرات:

تعلیمی استحکام کسی بھی معاشرتی اور قومی ترقی کے لیے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ فرد کی ذاتی ترقی میں کلیدی کردار ادا کرنے کے ساتھ معاشرتی، اقتصادی، ثقافتی اور سیاسی ڈھانچے کو بھی متاثر کرتا ہے۔ جب تعلیم کے معیار میں تسلسل اور استحکام آتا ہے، جہاں افراد کی معاشی حالت بہتر ہوتی ہے، وہیں سماجی ہم آہنگی میں اضافہ اور ثقافتی اقدار کا تحفظ بھی ہوتا ہے۔ مزید برآں، تعلیمی

استحکام افراد کو فکری آزادی، تنقیدی سوچ اور مسائل کے حل کی صلاحیت فراہم کرتا ہے، جس سے وہ بہتر فیصلہ سازی کی صلاحیت سے ہمکنار ہوتے ہیں۔ تعلیمی استحکام کے اثرات کی مختصر وضاحت پیش خدمت ہے:

1. معاشی و اقتصادی اثرات:

تعلیمی استحکام کا معاشی اثرات پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ جب افراد معیاری تعلیم حاصل کرتے ہیں، تو وہ بہتر مہارتوں سے لیس ہوتے ہیں، جس کے نتیجے میں انہیں بہتر روزگار کے مواقع فراہم ہونے کے زیادہ امکان ہوتے ہیں۔ تعلیم افراد کو جدید ٹیکنالوجیز، کاروباری حکمت عملیوں اور دیگر اہم مہارتوں سے آشنا کرتی ہے، جو کسی بھی معیشت کے لیے ضروری ہیں۔ اس کے نتیجے میں، یہ افراد زیادہ موثر کام کرتے ہیں اور اس سے معیشت کی مجموعی پیداواریت میں اضافہ ہوتا ہے، اس کی وجہ سے معیارِ زندگی بہتر ہوتی ہے۔ عالمی بینک کی رپورٹ کے مطابق، تعلیم میں سرمایہ کاری کرنے سے ایک ملک کی معیشت میں نمایاں ترقی ہو سکتی ہے۔ "اقتصادی ترقی کے ذرائع میں ایک اہم اور طاقتور ذریعہ تعلیم ہے، جس کی وجہ سے انسانی مہارت اور جدید ذرائع پر دسترس حاصل کرنے کا موقع ملتا ہے۔"[23]

تحقیق سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ تعلیم یافتہ افراد کی آمدنی غیر تعلیم یافتہ افراد کی نسبت کہیں زیادہ ہوتی ہے اور تعلیم اقتصادیات پر گہرا اثر ڈالتی ہے۔

"That education and energy consumption have a positive effect on economic growth in the short term. We also conclude that there is evidence that education impacts health and energy consumption on economic growth.[24]"

یعنی معلوم ہوا تعلیم اور توانائی معاشی ترقی پر مثبت انداز سے اثر انداز ہوتی ہے۔ جس کے نتیجے میں صحت، توانائی اور اقتصادی شرح نمو میں اضافہ ہوتا ہے، جو معاشی ترقی کے لیے فائدہ مند ہے۔ اس کی وجہ سے غربت کم ہوتی ہے، اس کے علاوہ، تعلیمی استحکام سے نہ صرف فرد کی مالی حالت میں بہتری آتی ہے بلکہ اس سے قومی خزانے میں بھی اضافہ ہوتا ہے، کیونکہ یہ افراد زیادہ ٹیکس دیتے ہیں اور معیشت میں فعال طور پر حصہ لیتے ہیں۔

سماجی اثرات

تعلیمی استحکام کے ذریعے ہم آہنگی اور اتحاد کو فروغ ملتا ہے۔ تعلیم سماجی اقدار کا احترام کرتے ہوئے افراد میں ذمہ داری کا احساس پیدا کرتی ہے۔ جو معاشرتی اقدار کے احترام کو بھی فروغ دیتا ہے۔ جو لوگ تعلیم یافتہ ہیں وہ زیادہ باخبر فیصلے کرتے ہیں اور سماجی مسائل کو حل کرنے میں زیادہ سرگرمی سے مشغول ہوتے ہیں۔ اعلیٰ سطح کی تعلیم معاشرے کے اندر غربت میں کمی اور سماجی استحکام کے خلاف جنگ میں مدد فراہم کرتی ہے۔

"أن البلدان التي تشهد تحسينات في قطاع التعليم تتمتع أيضاً بقدر أكبر من الاستقرار الاجتماعي وأن العكس هو الصحيح، إذ تميل البلدان ذات المستويات التعليمية المنخفضة إلى مواجهة صراعات داخلية أكثر شدة"[25]

تعلیم کے ذریعے معاشرے کا تعلیمی نظام مستحکم ہوتا ہے، جس کی وجہ سے شہریوں میں اعلیٰ اخلاقی اقدار، دیانت، سچائی، صبر، عدل، اور رواداری پیدا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے اخلاقیات کو دین کو جزءِ لاینفک قرار دیا۔ جیسے

آپ ﷺ کے اخلاق کو انسانیت کے لیے عملی نمونہ قرار دیا گیا۔[26] جو اس بات دلالت کرتا ہے کہ سماجی معاملات میں اعلیٰ اخلاق سے متصف ہونا چاہیے۔ نیک اور عمدہ اخلاق یہ ہیں کہ انسان دین کے امور کو درست طریقے سے انجام دے اور دنیا کے معاملات کو بھی احسن طریقے سے سرانجام دے۔ رحمت عالم ﷺ نے میثاق مدینہ کے ذریعے پرامن معاشرہ کی بنیاد رکھی، جو آپ ﷺ کی قیادت اور دانشمندی کی اعلیٰ مثال ہے۔

نیز تعلیمی استحکام کے ذریعے جو سماجی اثرات مرتب ہوتے ہیں، جیسے دھوکہ دہی، بدعنوانی، عدم مساوات، ناانصافی، طبقاتی، لسانی فسادات، بے امنی وغیرہ کا خاتمہ ہوگا اور معاشرتی ہم آہنگی، ایک دوسرے کا احترام، بھائی چارہ، انصاف پسندی، قانون کی پاسداری، مساوات وغیرہ کو فروغ ملتا ہے۔ تعلیمی استحکام کے معاشرتی اثرات کا تعلق صرف فرد کی ترقی کے ساتھ نہیں بلکہ پورے معاشرے کی بہتری اور خوشحالی کے ساتھ ہے، نیز یہ ایک متوازن، ترقی یافتہ، اور انصاف پر مبنی معاشرہ کی تشکیل کا باعث ہے۔

ثقافتی اثرات

تعلیمی استحکام جہاں ثقافتی بقاء کا ذریعہ ہے وہیں ثقافتی انداز واطوار کو نسل نو تک منتقل کرنے میں مؤثر کردار ادا کرتا ہے۔ یہ نہ صرف معاشرے کو اپنی روایات سے منسلک کرتا ہے، بلکہ جدید تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ کرتا ہے۔ تعلیمی استحکام ہی وہ واحد عمل ہے، جو ثقافتی اعتبار سے برداشت کا ماحول تیار کرتا ہے، نیز فنون، ادب اور زبانوں کی ترقی کا ضامن بھی ہے۔ اس کی وجہ سے قومیں ماضی سے جوڑی رہتی ہے اور مستقبل کے لیے لائحہ عمل تیار کرتی ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ"[27]

(کسی قوم کی حالت اللہ تعالیٰ نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اسے نہ بدلیں۔۔۔)

یعنی انسان اپنے احوال کی اصلاح اور درستی کی کوشش کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد کی وجہ سے احوال اور اعمال درست سمت میں گامزن ہو جاتے ہیں۔ تعلیمی استحکام کے ذریعے آہستہ آہستہ ثقافتی ورثہ جہاں محفوظ ہوتا ہے، وہیں انسان اپنے ثقافت کو دوسروں تک منتقل کرنے کی عملی کاوش کرتا، جس کے نتیجہ میں ثقافتی ورثہ محفوظ ہوتا چلا جاتا ہے۔ علامہ کیلانی رقم طراز ہیں: ”قوموں کے عروج وزوال کے قانون میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ جب مجموعی حیثیت سے کوئی قوم اخلاقی انحطاط کی انتہائی پستیوں تک پہنچ کر معاصی کے ارتکاب میں مبتلا ہو جاتی ہے تو اسی وقت سے اس کا زوال شروع ہو جاتا ہے۔ اگرچہ دنیوی لحاظ سے تہذیب و تمدن کے بلند درجہ تک پہنچ چکی ہو۔ اس کے بعد اگر وہ اپنی اصلاح کر لے تو خیر ورنہ آہستہ آہستہ اس دنیا سے نیست و نابود کر دی جاتی ہے۔ پھر اسے اس کے زوال اور انحطاط سے کوئی طاقت بچا نہیں سکتی اور نہ ہی اسے کچھ مدت کے لیے اس عذاب کو ٹال سکتی ہے۔“[28]

تعلیمی استحکام کے ذریعے ہر وقت اپنے احوال کی اصلاح کی جانب متوجہ رہتا ہے۔ اپنی ثقافت کو زندہ رکھنی کی عملی کاوش کی جاتی ہے۔ یعنی تعلیمی استحکام ثقافتی شناخت کو محفوظ رکھتے ہوئے اسے عصری رنگ دیتا ہے۔ یہ نہ صرف زبانیں اور روایات زندہ کرتا ہے بلکہ بین الثقافتی مکالمے کو بھی جنم دیتا ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں تعلیم، ثقافت کو ایک پائیدار تحفہ بناتی ہے جو نسل در نسل منتقل ہوتا ہے۔

سیاسی اثرات

تعلیمی استحکام کسی بھی قوم وملک کے سیاسی ڈھانچے کو مستحکم کرنے اور جمہوری اقدار کو فروغ دینے میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ تعلیم یافتہ افراد زیادہ باشعور، باخبر اور سیاسی طور پر متحرک ہوتے ہیں، جو جمہوری اصولوں کو فروغ دیتے اور پائیدار سیاسی نظام کی تشکیل میں مدد دیتے ہیں۔ ایک مستحکم تعلیمی نظام، قیادت کے بہتر انتخاب، قانون کی پاسداری اور شفاف حکمرانی کو یقینی بناتا ہے، جس سے ایک منصفانہ اور ترقی یافتہ معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ جس کے اثرات یہ مرتب ہوتے ہیں کہ سخت سے سخت حالات میں بھی حق اور سچ بات کہنے کی جرآت پیدا ہو جاتی ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا[29]

(بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو اُن کے اہل کے سپرد کرو)

یعنی زندگی کے تمام امور اور بالخصوص سیاسی امور سے متعلقہ معاملات میں سرپرستی اور امیر انہیں مقرر کیا جائے، جو اس کے اہل ہوں، اور تعلیم ہی وہ ذریعہ ہے جو کسی فرد کو قیادت کے قابل بناتا ہے۔ آپ ﷺ مختلف علاقوں کی جانب امیر مقرر فرماتے ہیں یا کوئی بھی اہم معاملہ ہوتا، تو وہ ذمہ داری ایسے فرد کے سپرد کرتے، جس میں قابلیت اور اہلیت ہوتی، جیسے حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کا گورنر مقرر کرتے وقت ان کی فقہ، عدل اور حکمت کو مدنظر رکھا گیا۔[30]

تعلیم یافتہ معاشرے بین الاقوامی سطح پر اپنی سفارتی حیثیت کو مضبوط کرتے ہیں اور مؤثر خارجہ پالیسی تشکیل دیتے ہیں۔ اس کے لیے ایسے افراد مقرر کیے جاتے ہیں، جو اس ماہر ہوتے ہیں۔ جیسے نبی کریم ﷺ نے مختلف حکمرانوں کو سفارتی خطوط ارسال کیے، جس کے ذریعے اسلام کی دعوت اور بین الاقوامی تعلقات کو فروغ دیا[31] اور ایسے سفیروں کو منتخب فرمایا، جو اس کام کے ماہر تھے۔ تعلیمی استحکام کی وجہ سے ایک تعلیم یافتہ ملک عالمی سطح پر بہتر فیصلے لے سکتا ہے، جس کے نتیجے میں سفارتی تعلقات مضبوط ہوتے ہیں، اور بین الاقوامی سطح پر عزت و وقار میں اضافہ ہوتا ہے۔

تعلیمی استحکام سیاسی استحکام، جمہوری اقدار، شفاف حکمرانی، کرپشن کے خاتمے، اور عالمی سطح پر مؤثر خارجہ پالیسی کا از بس حصہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ اور اسلامی تعلیمات شاہد ہیں کہ معاشرتی ترقی کے لیے معاشرہ کا مہذب اور تعلیم یافتہ ہونا ضروری ہے، جس کی بدولت معاشرہ میں انصاف، مساوات، اور قیادت کے بہترین اصول پروان چڑھتے ہیں۔ ایک مستحکم تعلیمی نظام ہی کسی بھی قوم کو مضبوط سیاسی نظام اور روشن مستقبل کی ضمانت فراہم کر سکتا ہے۔

صحت کے اثرات

تعلیمی استحکام صحت و نظافت کے فروغ میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ ایک باشعور اور تعلیم یافتہ معاشرہ صحت کے اصولوں کو بہتر سمجھتا ہے اور صفائی ستھرائی کو اپنی زندگی کا لازمی جزو بناتا ہے۔ تعلیم انسان میں بیماریوں سے بچاؤ، متوازن غذا اور جسمانی و ذہنی صحت کا شعور پیدا کرتی ہے، جس سے مجموعی طور پر صحت مند اور خوشحال معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ انسانی صحت کے مختلف طریقہ کار کی ایجاد اور سہولتیں فراہم کی گئی ہیں، وہ در حقیقت تعلیمی استحکام کے اثرات کا نتیجہ ہے۔

مصنوعی ذہانت، میڈیکل سائنس اور خلائی تحقیق میں ترقی کے ساتھ تعلیم یافتہ افراد ماحولیاتی آلودگی، صحت کے اصولوں اور پائیدار ترقی کے لیے زیادہ حساس ہوتے ہیں، نیز تعلیمی استحکام کے ذریعے بیماریوں کے تدارک اور طبّی تحقیق میں ترقی کی راہ

ہموار ہو رہی ہیں۔ صحت کے شعبہ میں تعلیمی استحکام در حقیقت رحمت عالم ﷺ کے صحت و صفائی کی جانب متوجہ کرنے اور اس کے لیے عملی اقدامات اُٹھانے کی وجہ سے ہوا۔ آپ ﷺ نے وضو، مسواک، اور کھانے کے آداب سکھائے، جو جسمانی صحت کے لیے نہایت اہم ہیں۔ مدینہ منورہ میں پانی کے کنوؤں کو صاف رکھنے اور صفائی کے انتظامات کو بہتر بنانے پر زور دینا وغیرہ کے امور صحت عامہ کے فروغ کی بہترین مثال ہے۔

الغرض تعلیم صحت و نظافت کے اصولوں کو فروغ دیتی ہے، جس سے بیماریوں کی روک تھام اور معیارِ زندگی میں بہتری آتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ ہمیں بتاتی ہے کہ ایک باشعور اور تعلیم یافتہ معاشرہ صحت مند ہوتا ہے، کیونکہ وہ صفائی، متوازن خوراک اور جسمانی و ذہنی صحت کے اصولوں پر عمل پیرا ہوتا ہے۔

تعلیمی استحکام صحت کے شعبے میں بھی اہم اثرات مرتب کرتا ہے۔ تعلیم یافتہ افراد صحت کے بارے میں بہتر فیصلے کرتے ہیں، صحت مند طرز زندگی اپناتے ہیں اور بیماریوں سے بچاؤ کے اقدامات کرتے ہیں۔ تعلیم یافتہ افراد کو بہتر صحت کی دیکھ بھال، غذائیت اور سماجی خدمات تک رسائی حاصل ہوتی ہے، جس سے ان کا معیار زندگی بہتر ہوتا ہے۔

ذہنی اور فکری اثرات

تعلیمی استحکام کسی بھی فرد اور معاشرے کی ذہنی و فکری ترقی کا ضامن ہے۔ ایک مضبوط تعلیمی نظام انسان میں تجزیاتی سوچ، تخلیقی صلاحیت، اور تحقیق و جستجو کی عادت پیدا کرتا ہے۔ یہ نہ صرف علمی شعور کو جلا بخشتا ہے بلکہ معاشرے میں برداشت، مکالمے اور استدلال کی بنیاد بھی رکھتا ہے۔ تعلیم انسان کی شخصیت سازی، معاشرتی تعلقات اور ملک کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حکمت و دانائی کی بات مومن کا گمشدہ سرمایہ ہے، جہاں بھی اس کو پائے وہی اس کا سب سے زیادہ حقدار ہے۔"[32] یعنی مسلمانوں کو حکمت حاصل کرنے کی شدید خواہش رکھنی چاہئے۔ افسوس کہ ایک طویل عرصے سے مسلمانوں میں حکمت کا شوق کمزور پڑ گیا ہے، وہ دنیاوی حکمت اور علم پر کامل دسترس حاصل کر رہے ہیں اور نہ ہی دینی، جبکہ غیر مسلم دنیاوی علوم اور سائنس میں مہارت حاصل کر کے ان پر فوقیت حاصل کر چکے ہیں۔ غزوہ بدر کے موقع پر قیدیوں کی رہائی کے لیے مسلمانوں کو لکھنے پڑھنے کی شرط مقرر فرما کر، ایک روشن مثال قائم فرمائی کہ کس طرح تعلیم اور فکری ترقی کو اہمیت جائے۔

تعلیمی استحکام ذہنی وسعت، تخلیقی سوچ، اور فکری پختگی کو فروغ دیتا ہے۔ یہ تحقیق، استدلال اور علمی مکالمے کی راہ دکھاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت سے واضح ہوتا ہے کہ تعلیم وہ روشنی ہے جو فرد اور معاشرے کو ترقی، برداشت اور حکمت کی راہ پر گامزن کرتی ہے۔

خواتین کی ترقی

تعلیمی استحکام خواتین کے لئے بااختیاری کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ تعلیم یافتہ خواتین نہ صرف اپنے خاندان کی فلاح میں اہم کردار ادا کرتی ہیں بلکہ وہ معاشرتی تبدیلیوں کا حصہ بھی بنتی ہیں۔ تعلیم خواتین کو اقتصادی، سماجی اور سیاسی میدان میں بھی اہمیت فراہم کرتی ہے، جس سے وہ معاشرتی ترقی میں اپنے کردار کو بہتر انداز میں ادا کر سکتی ہیں۔ دین اسلام نے عورت کے حقوق مقرر کیے۔ تعلیم کے زیور سے خود کو آراستہ کرنے کی تلقین فرمائی۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی مثال رہتی دنیا کے لیے عمل

کا ذریعہ ہے۔ آپؓ نے ہادی عالم ﷺ سے دین کا علم حاصل کیا اور اُسے پھیلایا۔ اس کے علاوہ تعلیمی استحکام کے ذریعے عورتیں معاشرتی و اقتصادی اعتبار سے ریاست کی فلاح و بہبود میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔ "سنت نبوی میں بہت سے نصوص ہیں، جو گھر سے باہر عورت کے کام کرنے کے جواز پر دلالت کرتے ہیں اور تاریخ اسلامی میں بھی ایسے واقعات مذکور ہیں۔۔۔ بعض اوقات جب ضرورت ہوتی تھی عورتیں اپنے شوہروں کے زراعتی، صنعتی اور تجارتی کاموں میں تعاون کرتی تھیں۔۔۔ لیکن احکام شرعیہ اور اسلامی آداب کی پابندی لازم تھی، خاص طور پر حجاب اور حیاء کو لازم پکڑے اور اجنبی مردوں سے خلوت میں ملنے سے گریز کرے۔[33]

الغرض تعلیمی اداروں میں فنی تعلیم کے فروغ سے عورتوں کو ہنر سیکھنے کے مواقع مل رہے ہیں، جو بے روزگاری کے خاتمے میں مددگار ثابت ہو رہے ہیں۔ ترقی یافتہ ممالک میں عورتیں کی تعلیمی ترقی براہ راست معیشت کی بہتری سے جڑی ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ تعلیمی استحکام کے جو اثرات سامنے آئے یا انسانیت کو فوائد حاصل ہوئے ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

سائنسی اور تحقیقی ترقی:

تعلیم کی بدولت تحقیق اور تخلیق کے دروازے کھلتے ہیں، جو کسی بھی قوم کی ترقی میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ جب مسلمانوں نے تعلیم اور تحقیق پر توجہ دی، تو وہ سائنس، طب، ریاضی، اور فلکیات میں دنیا کی قیادت کرتے رہے۔ یہ بات شاہد ہے کہ تعلیمی استحکام سائنسی ترقی کی بنیاد ہے، کیونکہ یہ تحقیق، تخلیقی صلاحیت اور اختراعات کو فروغ دیتا ہے۔ جدید ٹیکنالوجی، طبّی ایجادات اور صنعتی ترقی تعلیم کے بغیر ممکن نہیں۔ آپ ﷺ نے حکمت اور نئے مضامین کو حاصل کرنے کی تلقین فرمائی۔[34] یعنی آپ ﷺ کا فرمان جدید علوم اور سائنسی تحقیق کی ضرورت پر زور دیتا ہے، جو تعلیمی استحکام کے بغیر ممکن نہیں۔

اخلاقی اور دینی استحکام

تعلیم صرف معلومات فراہم کرنے کا نام نہیں بلکہ یہ کردار سازی اور اخلاقی ترقی کا اہم ذریعہ ہے۔ ایک مستحکم تعلیمی نظام افراد میں دیانت، صبر، رواداری اور انصاف جیسے اوصاف پیدا کرتا ہے، جو ایک بہترین معاشرے کی تشکیل میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ جب تعلیم مضبوط بنیادوں پر استوار ہو، تو وہ فرد کو اچھے اور برے کی تمیز سکھاتی ہے، جس سے ایک باوقار اور پُرامن سماج وجود میں آتا ہے۔ اگر تعلیم کے ساتھ اخلاقی تربیت نہ ہو، تو وہ معاشرے میں بگاڑ پیدا کر سکتی ہے۔ ایک مستحکم تعلیمی نظام میں اسلامی اقدار اور اخلاقی اصول شامل ہونے چاہئیں تاکہ نسلوں کی صحیح تربیت ہو۔ تعلیمی استحکام کے اخلاقی پہلو کی جانب قرآن مجید میں کچھ متوجہ کیا گیا:

"إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ"[35]

(بے شک اللہ تعالیٰ عدل اور احسان کرنے کا حکم دیتے ہیں اور قرابت داروں کو مال دینے کی تلقین فرماتے ہیں۔ اور برائی، بے حیائی اور ظلم سے تمہیں روکتا ہے۔)

تعلیمی استحکام ہی وہ بنیاد ہے جو فرد اور معاشرے میں اعلیٰ اخلاقی اقدار کو راسخ کرتا ہے، کیونکہ ایک تعلیم یافتہ قوم ہی حقیقی ترقی اور کامیابی کی راہ پر گامزن ہو سکتی ہے، نیز یہ تعلیمات ہمیں بتاتی ہیں کہ اگر ہم تعلیمی نظام میں دینی اور اخلاقی اصولوں کو شامل

کریں، تو ایک مہذب اور باوقار معاشرہ وجود میں آئے گا۔

الغرض تعلیمی استحکام سائنسی ترقی کی بنیاد ہے، کیونکہ یہ تحقیق، تخلیقی صلاحیت اور اختراعات کو فروغ دیتا ہے۔ جدید ٹیکنالوجی، طبّی ایجادات اور صنعتی ترقی تعلیم کے بغیر ممکن نہیں۔ تعلیمی استحکام کسی بھی قوم کے لیے ترقی، خوشحالی، اور خودمختاری کی بنیاد ہے۔ ایک ایسا نظام تعلیم جو جدید سائنسی علوم، اخلاقی تربیت، اور تحقیقی مزاج کو فروغ دے، وہی حقیقی استحکام فراہم کر سکتا ہے۔ اگر ہم تعلیم کو اولین ترجیح دیں، تو ہم ایک مضبوط، ترقی یافتہ، اور باوقار قوم بن سکتے ہیں۔ اللہ ہمیں علم کے حقیقی مفہوم کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تعلیمی استحکام کو درپیش مسائل (چیلنجز) اور اُن کا حل تعلیماتِ سیرت ﷺ کی روشنی میں

تعلیم کسی بھی قوم کی ترقی، استحکام اور بقاء میں بنیادی ستون کی حیثیت رکھتی ہے۔ ایک مستحکم تعلیمی نظام کسی ملک کو سائنسی، سماجی، اور اقتصادی میدان میں ترقی کی طرف لے جا سکتا ہے۔ آج مسلم دنیا کو متعدد تعلیمی چیلنجز کا سامنا ہے، جن میں جدید علوم سے دوری، تعلیمی عدم مساوات، تحقیق و تخلیق کی کمی، اور اخلاقی زوال شامل ہیں۔ ان تمام مسائل کا حل ہمیں نبی کریم ﷺ کی سیرت میں ملتا ہے، جنہوں نے تعلیم کو ہر فرد کے لیے ضروری قرار دیا اور اس کے فروغ کے لیے عملی اقدامات کیے۔

عصری تناظر میں آپ ﷺ کی تعلیمات کن شعبہ جات میں تعلیمی استحکام کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہیں یا تعلیمی استحکام کے لیے درپیش مسائل کا حل کس طرح پیش کرتی ہیں۔ ذیل میں مختصراً اس پر بحث کی جائے گی۔

1. تعلیمی نظام میں مساوات کی کمی

آج کے تعلیمی نظام میں طبقاتی تقسیم نمایاں ہے۔ نجی ادارے معیاری تعلیم مہنگے داموں فراہم کرتے ہیں، جبکہ سرکاری تعلیمی ادارے سہولیات کے فقدان کے باعث پیچھے رہ جاتے ہیں۔

سیرتِ نبوی ﷺ سے رہنمائی: نبی کریم ﷺ نے مساوی تعلیمی مواقع فراہم کرنے پر زور دیا۔ مدینہ میں "صفہ" کے نام سے ایک تعلیمی مرکز قائم کیا، جہاں غریب اور بے سہارا افراد کو بلا تفریق مفت تعلیم دی جاتی تھی۔ آپ کا تدریسی انداز ہمدردی، بصیرت اور علمی و عملی دانش پر مبنی تھا۔ آپ ﷺ نے ہر مسلمان کے لیے علم کا حصول لازم قرار دیا۔ جس سے مرد و زن اور تعلیمی اعتبار سے طبقاتی فرق کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اسی طرح خطبہ حجۃالوداع کے موقع پر تمام انسانیت کو مساوی قرار دینا اور اُن کے لیے ایک یکساں تعلیم کا حصول بھی شاہد ہیں کہ بنیادی اور دنیاوی علوم حاصل تو کیے جائیں اور اس میں تفاوت اور امتیازی سلوک کرنا درست طریقہ نہیں، چنانچہ ضرورت اس امر کی ہے کہ:

- تمام تعلیمی اداروں میں مساوی مواقع فراہم کیے جائیں اور ایک طرز تعلیم کو اپنایا جائے۔ تعلیمی فرق کو دور کرنے کی اشد ضرورت ہے۔
- حکومت کو چاہیے کہ سرکاری تعلیمی اداروں کے معیار کو بہتر بنائے اور مفت معیاری تعلیم فراہم کرے۔

ٹیکنالوجی، تحقیق اور سائنسی علوم میں ترقی کا نہ ہونا:

تعلیمی استحکام تحقیق اور سائنسی ترقی کے لیے ناگزیر ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلم دنیا میں تعلیمی نظام تحقیق اور

اختراعات کی کمی کو دور کیا جائے۔ عہد حاضر میں بہت سے ممالک یق، سائنسی دریافتوں اور ٹیکنالوجی میں مہارت کے باعث باقی دنیا سے آگے چلے گئے ہیں، جبکہ مسلم معاشرے اس میدان میں پیچھے رہ گئے ہیں۔ اس کمی کی بنیادی وجوہات میں تحقیق کی حوصلہ افزائی کا فقدان، تعلیمی اداروں میں عملی تحقیق کے مواقع کی کمی، اور سائنسی علوم کی طرف عدم توجہ شامل ہیں۔ آپ ﷺ کی تعلیمات انسانیت کو تجربات اور نئی امور کو اپنانے کی تلقین کرتے ہیں۔ جیسے

غزوہ خندق کے موقع پر جدید حکمت عملی اپنانا: جب مدینہ پر قریش اور دیگر قبائل نے حملے کا ارادہ کیا، تو نبی کریم ﷺ نے جنگی دفاع کے لیے حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورے پر خندق کھودنے کا حکم دیا۔[36] عرب میں پہلے کبھی یہ طریقہ استعمال نہیں ہوا تھا، مگر نبی کریم ﷺ نے جدید حکمتِ عملی کو اپنایا، جو تحقیق اور تخلیقی سوچ کی عملی مثال ہے۔

عصری تقاضے اور مسائل کو حل کرنے کی ضرورت ہے، چنانچہ اس لیے عہد حاضر میں ان امور کو اپنایا جائے:

- نئے تعلیمی نظام میں تحقیق اور تجرباتی علوم کو ضروری قرار دیا جائے۔
- سیرتِ نبوی ﷺ کی بنیاد پر تعلیمی اداروں میں عملی تحقیق اور تخلیقی تفکر کی ترغیب دی جائے۔
- سائنسی علوم اور اسلامی تعلیمات کو ملا کر ایک متوازن تعلیمی نظام تیار کیا جائے۔

آج مسلم دنیا کو سیرتِ نبوی ﷺ سے رہنمائی لیتے ہوئے تحقیق، سائنسی ترقی، اور تخلیقی صلاحیتوں کو فروغ دینا ہوگا۔ ہمیں اپنے تعلیمی نظام میں تجرباتی علوم، سائنسی تحقیق، اور عملی تربیت کو مرکزی حیثیت دینی چاہیے تاکہ ہم جدید دنیا میں علمی برتری حاصل کر سکیں۔ ایک متوازن اور تحقیق پر مبنی تعلیمی نظام ہی قوموں کو ترقی، خود مختاری، اور خوشحالی کی راہ پر گامزن کر سکتا ہے۔

خواتین کی تعلیم میں رکاوٹیں اور فقدان:

بہت سارے علاقوں اور ثقافتوں میں خواتین کی تعلیم کو نظرانداز کیا جاتا ہے، حالانکہ اسلام نے خواتین کے تعلیم حاصل کرنے کو ضروری قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ نے خواتین کی تعلیم کو اسی طرح لازمی قرار دیا، جیسے مردوں کے لیے لازم ہے۔ خواتین کی تعلیم میں روکاٹیں، جیسے روایتی و ثقافتی پابندیاں، معاشی مسائل، تعلیمی سہولیات کی کمی وغیرہ جیسے مسائل ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے خواتین کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی۔ خواتین کی تعلیم کے لیے الگ دن مقرر فرمایا۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ بھی وہاں آگئے اور مجھے فرمایا: ۔۔۔ جیساکہ تم نے اسے لکھنا پڑھنا سکھایا ہے۔[37] آپ ﷺ نے ہنر مندی کی تعلیم پر بھی زور دیا۔ ان تعلیمات سے عصری تناظر میں ان مسائل کو حل کرنے میں مدد ملتی ہے۔ جس کے لیے یہ لائحہ عمل اختیار کیا جائے۔

- خواتین کو محفوظ تعلیمی ماحول دینے کی مزید اشد ضرورت ہے۔ اصول وضوابط کا عملی اطلاق مزید سخت کیا جائے۔
- جدید نصاب میں اسلامی تعلیمات کے ساتھ سائنسی اور فنی علوم کو شامل کر کے خواتین کی صلاحیتوں کو پروان چڑھایا جائے۔
- دیہی علاقوں میں جہاں خواتین کی تعلیم کا فقدان ہیں، وہاں جدید ٹیکنالوجی سے استفادہ کرتے ہوئے موبائل اسکولز، آن لائن تعلیمی پلیٹ فارمز کے ذریعے اس کمی کو پورا کیا جائے۔

خواتین کی تعلیم کسی بھی معاشرے کی ترقی کے لیے ناگزیر ہے۔ اسلامی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تعلیم

یافتہ خواتین نے دینی و دنیاوی میدان میں عظیم خدمات انجام دی ہیں۔آج بھی، اگر ہم نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کو اپناتے ہوئے خواتین کی تعلیمی ترقی کو یقینی بنائیں، تو مسلم معاشرہ علمی، سماجی اور اقتصادی میدان میں ترقی کی نئی منازل طے کر سکتا ہے۔

دینی و دنیاوی علوم میں عدم توازن

علم انسان کی ذہنی، سماجی اور روحانی نشوونما کا ایک بنیادی ذریعہ ہے۔ اسلام میں مذہبی اور دنیوی علوم کو ہمیشہ برابر کی اہمیت دی گئی ہے، لیکن موجودہ تعلیمی نظام میں ان دونوں کے درمیان توازن کی کمی ہے۔ بعض افراد صرف مذہبی تعلیم پر زور دیتے ہیں اور دنیوی علوم کو غیر اہم سمجھتے ہیں، جبکہ کچھ دنیوی علوم کو سب کچھ مان کر مذہبی تعلیم کو نظرانداز کرتے ہیں۔ اس عدم توازن کی وجہ سے مسلم معاشرہ سائنسی ترقی میں پیچھے رہ گیا ہے اور روحانی و اخلاقی تنزلی کا شکار ہو چکا ہے۔ سیرتِ نبوی ﷺ میں ہمیں ایک ایسا متوازن تعلیمی نمونہ ملتا ہے جو دین اور دنیا دونوں علوم کو یکجا کرتا ہے اور عملی زندگی میں کامیابی کا راستہ فراہم کرتا ہے۔

عہدِ رسالت میں مسجد نبوی کو عبادت اور تعلیمی مرکز کی حیثیت حاصل تھی۔ نبی کریم ﷺ نے مسجد نبوی کو صرف عبادت کی جگہ نہیں بلکہ ایک تعلیمی مرکز بھی بنایا، جہاں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیاوی معاملات جیسے معاشیات، عدل، سفارت کاری اور حکومتی امور پر بھی تعلیم دی جاتی تھی ۔ عصری تناظر میں علوم میں عدم توازن کے مسائل کو حل کرنے کے لیے ممکنہ طور پر ان لائحہ عمل کو اپنانے کی ضرورت ہے۔

- نصاب میں دینی اور دنیاوی علوم کو یکجا کیا جائے: اسلامی تعلیمات کے ساتھ سائنسی، تجارتی، اور سوشل سائنسز کو نصاب میں شامل کیا جائے۔
- مساجد اور تعلیمی اداروں میں سیرتِ نبوی ﷺ پر خصوصی لیکچرز دیے جائیں: تاکہ لوگ دین اور دنیا کے علوم کے امتزاج کو سمجھ سکیں۔
- قابلِ منفعت اور تحقیقی مراکز کا قیام: جو دینی اور سائنسی علوم پر تحقیق کو فروغ دیں، جیسے ماضی میں مسلم سائنسدانوں (جیسے ابنِ سینا، الرازی، الخوارزمی) نے کیا۔
- اساتذہ کی تربیت: اساتذہ کو ایسا تربیتی نصاب دیا جائے جس میں دینی و دنیاوی علوم کو یکجا کرنے پر زور دیا جائے۔

الغرض آپ ﷺ نے تعلیم کے دونوں پہلوؤں کو یکساں اہمیت دی اور مسلمانوں کو دین کے ساتھ دنیا میں بھی مہارت حاصل کرنے کی تلقین کی۔آج اگر ہم اسی متوازن تعلیمی ماڈل کو اپنائیں تو ہم نہ صرف دینی لحاظ سے مضبوط ہوں گے بلکہ سائنسی، اقتصادی، اور سماجی ترقی میں بھی دنیا کی قیادت کر سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ تعلیمی استحکام کے پائیدار بنیادوں پر استوار کرنے کچھ مزید اقدامات کی ضرورت ہے، جیسے

1. ابتدائی تعلیم اور بچوں کی ذہنی نشوونما: بچوں کی ابتدائی تعلیم پر مناسب توجہ نہیں دی جاتی، جس کے نتیجے میں ان کی ذہنی اور اخلاقی نشوونما متاثر ہوتی ہے۔ چنانچہ ضرورت اس امر کی گھروں اور تعلیمی اداروں میں اسی تناظر میں تربیت کے ساتھ ایسا نصاب مقرر کیے، جو دنیاوی اور دینی تعلیم حسین امتزاج ہو اور وہ بچوں کی

ذہنی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لیے تحقیقی اور عملی سرگرمیوں کو فروغ دینے کردار ادا کرے۔

2. اخلاقی تعلیم کا فقدان اور کردار سازی: جدید تعلیمی نظام میں اخلاقیات اور کردار سازی پر زیادہ توجہ نہیں دی جاتی، جس کے نتیجے میں طلبہ میں اخلاقی زوال پیدا ہو رہا ہے۔ چنانچہ ضرورت اس امر کی ہے کہ عہد حاضر میں سب سے زیادہ کردار سازی اور اخلاقی تربیت پر زور دینا چاہیے۔ طلبہ کی شخصیت سازی کے لیے عملی اقدامات کیے جائیں، جیسے کہ اسلامی تربیتی ورکشاپس، اخلاقی نصاب، اور اساتذہ کے لیے کردار سازی کی تربیت۔

3. اساتذہ کی تربیت اور معیار کی بہتری: اساتذہ کی تربیت اور پیشہ ورانہ ترقی کے مواقع کم ہیں۔ کئی تعلیمی اداروں میں ناقص تدریسی مہارتوں والے اساتذہ طلبہ کی صلاحیتوں کو نکھارنے میں ناکام رہتے ہیں۔ چنانچہ ضرورت اس امر کی ہے کہ عہد حاضر میں اساتذہ کی تربیت کے لیے مستقل بنیادوں پر ورکشاپس اور ٹریننگ پروگرامز منعقد کیے جائیں اور تدریسی معیار کو بہتر بنانے کے لیے جدید تدریسی تکنیکوں کو اپنایا جائے۔

4. تعلیمی بجٹ میں کمی اور حکومتی عدم توجہی: تعلیمی شعبے کے لیے مختص بجٹ اکثر ناکافی ہوتا ہے، جس کی وجہ سے تعلیمی ادارے ترقی نہیں کر پاتے۔ حکومتوں کی عدم توجہی کے باعث کئی ممالک میں تعلیمی شعبہ زوال پذیر ہے۔ چنانچہ ضرورت اس امر کی ہے کہ عہد حاضر میں تعلیمی بجٹ میں اضافہ کیا جائے تاکہ تعلیمی اداروں میں معیاری سہولیات فراہم کی جا سکیں۔ تعلیمی پالیسیوں میں مستقل مزاجی پیدا کی جائے اور حکومتی سطح پر تعلیمی ترقی کو اولین ترجیح دی جائے۔

5. ٹیکنالوجی اور ڈیجیٹل لرننگ میں کمی: بیشتر مسلم ممالک جدید ٹیکنالوجی اور ڈیجیٹل لرننگ کے میدان میں پیچھے رہ گئے ہیں۔ آن لائن تعلیم اور ڈیجیٹل پلیٹ فارمز کا مؤثر استعمال نہیں ہو رہا، چنانچہ ضرورت اس امر کی ہے کہ عہد حاضر میں تعلیمی اداروں میں ڈیجیٹل لرننگ اور آن لائن تعلیمی نظام کو فروغ دیا جائے۔ اسلامی ممالک میں ٹیکنالوجی ریسرچ سینٹرز اور جدید تعلیمی پلیٹ فارمز قائم کیے جائیں۔ انہیں فعال بنایا جائے، تاکہ ان کے معاشرتی اور تعلیمی اعتبار سے اثرات مرتب ہوں۔ پاکستان میں اگرچہ آن لائن تعلیمی نظام متعارف ہے، مگر اس کے نتائج حوصلہ افزاء نہیں۔ اس میں بہتری کی اشد ضرورت ہے۔

6. طلبہ میں تعلیمی دلچسپی اور حوصلہ افزائی کا فقدان: تعلیمی نظام میں طلبہ کی عملی شرکت کم ہے، جس کے باعث ان کی تعلیمی دلچسپی میں کمی واقع ہو رہی ہے۔ چنانچہ ضرورت اس امر کی ہے کہ عہد حاضر میں طلبہ کی حوصلہ افزائی کے لیے تعلیمی وظائف اور انعامات کا نظام رائج کیا جائے اور نصاب میں دلچسپ اور تحقیقی سرگرمیوں کو شامل کیا جائے۔

تعلیمی استحکام کے عصری تناظر فوائد کا تذکرہ کچھ یوں کیا گیا ہے۔

"أن التعليم استثمار ذكي ومستدام في إحلال الرخاء والسلام، ويتعين علينا أن نعمل على عكس اتجاه انخفاض الموارد المخصصة للتعليم، وفي الوقت نفسه إيجاد سبل أخرى، مثل إعادة هيكلة الديون، لإعادة توجيه الأموال إلى التعليم الجيد، من شأن ذلك أن يمكننا جميعاً، حكومات

وجهات مانحة، من الوفاء بمسؤوليتنا الجماعية المتمثلة في منح كل فتاة وفتى فرصة الحصول على المعرفة والمهارات التي يحتاجون إليها لرسم مستقبل أكثر سلاماً وازدهاراً."[38]

یعنی تعلیم خوشحالی اور امن کے قیام میں ایک دانشمندانہ اور پائیدار سرمایہ کاری ہے۔ ہمیں تعلیمی شعبے کے لیے مختص وسائل میں کمی کے رجحان کو تبدیل کرنے کے لیے کام کرنا چاہیے، اور ساتھ ہی دیگر ذرائع، جیسے قرضوں کی تنظیم نو، کے ذریعے تعلیم کے لیے فنڈز کو دوبارہ مختص کرنے کے طریقے تلاش کرنے چاہئیں۔ اس سے ہمیں، یعنی حکومتوں اور امداد فراہم کرنے والے اداروں کو، اپنی اجتماعی ذمہ داری پوری کرنے میں مدد ملے گی۔

خلاصہ بحث:

- تعلیم انسانی ترقی کا بنیادی ذریعہ ہے، جس کا آغاز قرآن کی پہلی وحی "اقْرَأْ" سے ہوا۔
- تعلیم کا بنیادی مقصد فکری آزادی، اخلاقی تربیت، معاشی استحکام، اور معاشرتی ہم آہنگی پیدا کرنا ہے، نیز تعلیم فرد اور معاشرے کی ترقی کا بنیادی ذریعہ ہے، جو ذہنی، سماجی، اور سائنسی ترقی کو ممکن بناتا ہے۔
- قرآن و حدیث میں تعلیم کی فضیلت اور اس کے عملی فوائد کو اجاگر کیا گیا ہے، جو ایک مستحکم معاشرے کے قیام کے لیے ضروری ہے۔
- نبی کریم ﷺ نے دینی و دنیاوی علوم کو یکساں اہمیت دی اور مسجد نبوی کو علمی مرکز بنا کر ایک متوازن نظام کی بنیاد رکھی۔
- جدید تعلیم میں اسلامی اقدار کے امتزاج سے سائنسی ترقی اور اخلاقی مضبوطی ممکن ہو سکتی ہے۔
- تحقیق اور سائنسی علوم سے دوری ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے، جبکہ نبی کریم ﷺ نے تحقیق اور اختراع کی حوصلہ افزائی کی۔ اس لیے جدید تعلیمی اداروں میں تجرباتی اور تحقیقی مہارتوں کو فروغ دینا ضروری ہے۔
- اسلامی تعلیمات خواتین کی تعلیم کو مساوی حیثیت دیتی ہیں، مگر آج بھی تعلیمی عدم مساوات موجود ہے۔ اس کے علاوہ محفوظ تعلیمی ماحول، جدید تعلیمی سہولیات، اور خواتین کے لیے مساوی مواقع کی فراہمی ضروری ہے۔
- تعلیم سے رواداری، انصاف، اور مساوات جیسے سماجی اصول فروغ پاتے ہیں، نیز ثقافتی بقا اور ترقی کے لیے تعلیم ناگزیر ہے، جو زبان، ادب، اور روایات کو نسل در نسل منتقل کرتی ہے۔
- تعلیم یافتہ افراد بہتر قیادت کا انتخاب کرتے ہیں، جو شفاف حکمرانی اور جمہوری اقدار کو مضبوط کرتی ہے۔
- تعلیمی ترقی کے ساتھ معیشت میں بہتری آتی ہے، جس سے روزگار اور کاروباری مواقع بڑھتے ہیں۔
- تعلیم سے صحت عامہ کے اصولوں کا شعور پیدا ہوتا ہے، جو بیماریوں کی روک تھام اور زندگی کے معیار کو بلند کرتا ہے۔
- نبی کریم ﷺ کی صفائی اور صحت سے متعلق تعلیمات آج بھی جدید طبّی اصولوں سے ہم آہنگ ہیں۔
- تعلیم کو دینی اور دنیاوی تقاضوں کے مطابق متوازن کیا جائے۔ تحقیق و سائنسی ترقی کے فروغ کے لیے جدید

سہولیات فراہم کی جائیں۔جدید ٹیکنالوجی اور ڈیجیٹل لرننگ کے ذریعے تعلیمی معیار کو بہتر بنایا جائے۔

- تعلیمی بجٹ میں اضافہ کر کے تعلیمی اداروں میں سہولیات کی بہتری یقینی بنائی جائے۔اس کے علاوہ حکومتی پالیسیوں میں تعلیم کو اولین ترجیح دی جائے۔
- تعلیمی استحکام کے لیے سیرتِ نبوی ﷺ کا متوازن ماڈل ضروری ہے،جو کہ اخلاقیات اور عصری علوم کا حسین امتزاج ہو،اسی طریقہ سے ہی پائیدار ترقی کا حصول اور اخلاقی اقدار کی حفاظت ممکن ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] ۔مرتضی الزبیدی، محمد بن محمد، تاج العروس من جواھر القاموس، بیروت: دارالھدیۃ، س ن، 126/33

[2] ۔راغب اصفہانی، حسین بن محمد، المفردات فی غریب القرآن، بیروت: دارالقلم، 1412ھ، ص580

[3] ۔البقرۃ2:31

[4] ۔محمد تونیجی، الدکتور، المعجم المفصل فی الادب، بیروت: دارالکتب العلمیہ، 2010ء، 268/1

[5] ۔علی سید احمد، التعلیم والمعلمون، مکہ مکرمہ: دارابن حزم، س ن، ص13

[6] ۔محمود علی السمان، التوجیہ فی تدریس اللغۃ العربیۃ، القاھرۃ: دارالمعارف، 1982، ص120

[7] -Martha, C. Nussbaum, Not for Profit: Why Democracy Needs the Humanities, Princeton: Princeton University Press, 2010, p. 20

[8] - Slameto, Learning and the Factors that Influence It. Jakarta: PT Rineka Cipta, 2003, p. 2

[9] ۔سورۃ العلق:01

[10] ۔محمد الدریج، مدخل الی علم التدریس۔ تحلیل العملیۃ التعلیمیۃ، الجزائر: قصر الکتاب، 1999ء، ص3

[11] . https://mawdoo3.com.مفہوم تعلیم. Date:25/01/2025, Time: 9:00 Pm

[12] . https://ischoolconnect.com/blog/the-importance-of-education-reasons-why-we-need-it/. Date:25/01/2025, Time: 9:41 Pm

[13] ۔البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، الصحیح المسند الجامع المختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ۔ رقم الحدیث:5028

[14] ۔ابن سعد، محمد بن سعد، الطبقات الکبری، بیروت: دارالکتب العلمیہ، 1990ء، 3/183، تذکرۃ ارقم بن ابی الارقم

[15] ۔البزار، احمد بن عمرو، ابی بکر، مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار، المدینۃ المنورۃ: مکتبہ العلوم والحکم، 2009ء، 15/364، رقم الحدیث: 8949

[16] ۔سورۃ الحج 22:54

[17] ۔سورۃ المجادلۃ 58:11

[18] ۔السعدی، عبدالرحمن بن ناصر، تفسیر السعدی۔تیسیر الکریم الرحمن فی تفسیر کلام المنان، بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 2000ء، ص 846

[19] ۔ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، بیروت: داراحیاء الکتب العربیۃ، س ن، 1/81، رقم الحدیث: 224

[20] ۔ابو داؤد السجستانی، سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داؤد، بیروت: المکتبۃ العصریۃ، س ن، 3/317، رقم الحدیث: 3641

[21] ۔القادری، محمد طاہر، ڈاکٹر، اسلام کا تصور علم (سورۃ علق کی روشنی میں)، لاہور: منہاج القرآن پبلی کیشنز، ستمبر 1999ء، ص 18

[22]. https://cnxus.org/ar/resource/importance-of-education/. Date: 26/1/2025, Time: 12:45 pm https://www.ukessays.com/essays/education/the-importance-of-education-for-individuals-education-essay.php. Date: 26/1/2025, Time: 12:45 pm

[23]- Ahmed, Syed Ghazanfar, and Muhammad Imran Raza Tahavi. "Syeda Sadia Ghaznavi On The Holy Prophet As A Psychologist And Educationist." Journal of Positive School Psychology http://journalppw. com 6, no. 8 (2022): 7762-7773.
https://unesdoc.unesco.org/ark:/48223/pf0000373718?posInSet=2&queryId=a6a14528-cc6f-4d31-952d-0aa545eac336, Date: 9/02/2025, Time:6:40Pm

[24]. Jaffar, Dr Saad, Dr Muhammad Waseem Mukhtar, Dr Shazia Sajid, Dr Nasir Ali Khan, Dr Faiza Butt, and Waqar Ahmed. "The Islamic And Western Concepts Of Human Rights: Strategic Implications, Differences And Implementations." Migration Letters 21 (2024): 1658-70.
https://www.researchgate.net/publication/281751682_The_impact_of_education_and_health_on_economic_growth_ 1980-2011, Date: 15/02/25. Time:6:58am

[25]-https://cnnbusinessarabic.com/economic-opinion-analysis/48418/... Date:9/02/2025, Time:4:40

[26] ۔البخاری، محمد بن اسماعیل، الادب المفرد۔رقم الحدیث: 273

[27] ۔سورۃ الرعد 13:11

[28] ۔کیلانی، عبدالرحمن، علامہ، تیسیر القرآن۔لاہور: مکتبۃ السلام، 1423ھ، 2/428

[29]۔ سورۃ النساء58:04

[30]۔ الترمذی، محمد بن عیسی، الجامع للترمذی۔ رقم الحدیث:1327

[31]۔ بیہقی، احمد بن الحسین، دلائل النبوۃ للبیہقی۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ،1405ھ،4/396

[32]۔ الترمذی، محمد بن عیسی، الجامع للترمذی۔ رقم الحدیث:2687

[33]۔ الزحیلی، ڈاکٹر محمد، عورتوں کی ملازمت اور ازدواجی اختلافات میں اس کا اثر، مترجمہ: مولانا صفدر زبیر ندوی۔ خواتین کی ملازمت اور اسلامی تعلیمات۔ نئی دہلی: ایفا پبلی کیشنز،2010ء، ص188۔

[34]۔ ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ۔ رقم الحدیث:4169

[35]۔ سورہ النحل:90

[36]۔ ابن حزم، علی بن احمد، جوامع السیرۃ۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، س ن، ص147۔

[37]۔ ابوداؤد السجستانی، سلیمابن الاشعث، سنن ابی داؤد۔ رقم الحدیث:3887

[38]. http://cnnbusinessarabic.com/economic-opinion-analysis/48418/... Date:9/02/2025, Time:4:40s